Oriental College Magazine, Vol.102, No. 02, Serial No. 384, 2026

ایک قدیم دکنی قصہ: قصہ انار رانی (تعارف و ترتیبِ متن)

ساجد صدیق نظامی، پی ایچ ڈی

اسسٹنٹ پروفیسر، ادارۂ زبان و ادبیات اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

An Old Deccani Qissa: Qissa Anār Rāni
(Introduction and Critical Text)

Sajid Siddique Nizami, PhD
Assistant Professor of Urdu
Institute of Urdu Language and Literature, Lahore

Abstract

Deccan or South of India is considered the first marked centre of the Urdu literature. Although the tradition of prose in Urdu is comparatively well behind the poetic tradition but has many strongholds in different eras. Till the late 17th century, the Deccan had a very rich tradition of prose and poetry. After the annexation of the Deccani States to the Mughal Empire, this tradition rolled back to some extent. But we find some interesting specimens of our literature in Deccan in the 18th century as well, although literary historians couldn’t shed any light on the tradition of Urdu literature in Deccan in the 18th century. British colonizers played a significant role in preserving many specimens throughout this century. Many stories in the genre of *Qissa* are found in different manuscripts of different libraries. *Qissa Anār Rāni* is one of the moderate-length *Qissa* from the late 18th century by some unknown author and has been preserved in the British Library, London, UK. Anyone could presume it to be a Deccani *Qissa* by its language and style. This article introduces *Qissa Anār Rāni* and presents its critical text for the first time. A brief lingual study and a glossary are also part of this article.

Keywords:
Deccan, Urdu Prose, *Qissa*, Editing, Manuscripts

اردو کی تواریخِ ادب میں عام طور پر اورنگ زیب عالم گیر کی جنوبی ہند میں فتوحات اور گولکنڈہ و بیجاپور کی ریاستوں کے سقوط کے بعد کی ادبی روایت پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ اٹھارھویں صدی کے جنوبی ہند کی شعری روایت پر تو پھر بھی کچھ کام مل جاتا ہے لیکن اس صدی میں جنوبی ہند میں نثری روایت کے معتدبہ نمونے ہمدست نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کا ذکر ادبی تواریخ میں ملتا ہے۔ دکنی ادب کی معروف مؤرخ سیدہ جعفر کے نزدیک:

> دکنی ادب کی روایات سقوطِ گولکنڈہ اور زوالِ بیجاپور کے بعد بھی جنوب میں ایک عرصے تک زندہ رہیں۔ ارکاٹ کے نوابین نے شاعروں اور ادیبوں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی اور ان کی اس علم پروری اور ادب نوازی کے باعث تامل کا علاقہ اس دور کا ایک اہم ادبی مرکز بن گیا۔ مدراس کے والا جاہی حکمرانوں اور بالخصوص ارکاٹ کے آخری نواب محمد غوث خان اعظم کا عہد اردو ادب کی نشوونما کے لحاظ سے دورِ زرّیں کہا جاسکتا ہے۔(۱)

یہ درست ہے کہ اس صدی میں جنوبی ہندوستان میں اردو نثر کی روایت بہت مستحکم نہیں رہی۔ نیز اس صدی میں جنوبی ہند میں اردو نثر کے جو بھی نمونے ملتے ہیں، ان کی حیثیت تاریخی زیادہ ہے۔ گیان چند جین کا کہنا درست ہے کہ دکنی نثری ادب میں قصوں پر توجہ خاصی کم دی گئی ہے۔ ذوقِ قصہ گوئی کو منظوم داستانوں سے آسودہ کیا گیا ہے۔(۲) البتہ اہم نکتہ یہ ہے کہ ایسے نثری نمونوں کی مدد سے جنوبی ہند میں بالخصوص اٹھارویں صدی میں بدلتے ہوئے ادبی و لسانی رجحانات کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سیدہ جعفر متذکرہ بالا عہد میں نثر پاروں کی قلت کے باوجود ان کی اہمیت کے حوالے سے لکھتی ہیں:

> ان نثر پاروں سے واقفیت اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمیں ان کے مطالعے سے نثر کی ارتقائی کڑیوں کو جوڑنے اور نثر نگاری کی عہد بہ عہد تبدیلیوں، اس کی تشکیل اور صورت گری کے تدریجی مراحل کا اندازہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔(۳)

برٹش لائبریری، لندن کے ذخیرۂ مخطوطات میں کئی ایک ایسے اردو مخطوطات ہنوز قابلِ توجہ ہیں جو جنوبی ہند میں لکھے گئے نثری قصص پر مشتمل ہیں۔ زیادہ تر قصص کا زمانۂ تصنیف اٹھارھویں صدی کا ہے۔ اگرچہ برٹش لائبریری کے اردو مخطوطات کی ایک سے زائد فہارس مرتب ہو چکی ہیں (۴) اور لائبریری کا آن لائن کیٹیلاگ بھی اس ضمن میں خاصی مدد فراہم کرتا ہے (۵) لیکن یہ خطی نسخے عام طور پر اردو محققین کی توجہ حاصل نہیں کر سکے۔

برٹش لائبریری میں اسی نوعیت کا ایک مجموعہ مخطوطات، اندراج نمبر IO Islamic 2624 کے تحت محفوظ ہے۔ اس مجلد میں ایک زائد متون کے خطی نسخے بہم موجود ہیں۔ اس مجلد کے ۱۲۸/ اوراق ہیں اور اس میں ۴ مختلف عنوانات کے تحت مختلف متون جمع کیے گئے ہیں۔ ورق ۱/ ب تا ۳۸/ ب تک عربی زبان میں ایک رسالہ 'کتاب المیزان والاوزان' کے عنوان سے نقل کیا گیا ہے۔ ورق ۳۹/ الف تا ۶۶/ الف، سید محمد شریف قادری کا ایک فارسی رسالہ بغیر عنوان کے نقل ہوا ہے۔ ورق ۶۷/ الف تا ۹۰/ ب اور ورق ۹۱/ الف تا ۱۱۴/ ب؛ دو اردو/ دکنی نثری قصص بعنوان' قصہ انار رانی' اور 'قصہ بند گانِ عالی' کتابت کیے گئے ہیں۔ اس قصص کی کتابت میں ۹/ تا ۱۱/ سطور فی صفحہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر دو قصص کے مصنفین اور سنین تصنیف و کتابت کی صراحت نہیں ملتی۔ صرف فارسی رسالے کے اختتام پر ترقیمے کا اہتمام موجود ہے، جس سے اندازہ اس مجلد کے زمانہ کتابت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ترقیمے کی عبارت یوں ہے:

این نسخہ تحمید من تصنیف حضرت مولانا عموی سید محمد شریف قادری رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ بیست ودویم شہر شوال المکرم ۱۲۰۶ ہجری روز سہ شنبہ وقت دوپہر اتمام رسید۔ (ورق ۶۶/ الف)

اس عبارت سے متبادر ہوتا ہے کہ ۲۲/ شوال ۱۲۰۶ھ بمطابق جون ۱۷۹۲ء اس رسالے کی کتابت مکمل ہوئی۔ اس بنا پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس مجلد کے دیگر متون بھی ۱۲۰۶ھ میں کتابت کیے گئے ہوں گے۔ نیز اس قیاس کو اس امر سے بھی تقویت ملتی ہے کہ ان چاروں متون کی کتابت کا انداز بہت حد تک ایک دوسرے سے مماثل ہے۔ لہٰذا قیاس کیا جا سکتا ہے کہ' قصہ انار رانی' اٹھارویں صدی کے اواخر کا قصہ ہے۔

انڈیا آفس لائبریری اور برٹش لائبریری کے خطی نسخوں اور مطبوعات کے معروف فہرست نویس جیمز بلوم ہارٹ نے خطی نسخے کا تعارف یوں کروایا گیا ہے:

P. 2624. Foll. 67-114; 8 ½ x 6 in.; II. 9 to 12; Nasta'liq; written on European paper water-lined "Gior Magnani"; 19th century. [J. Leyden]

Two anonymous stories, in Dakhani prose.

I. Fol. 67. قصہ انار رانی *Qissah i Anār Rāni*. The story of the princess Anar and her marriage with a prince of India, a fairy tale. Begins

کہنے ہارے خبروں کے ہور عاقلاں آگے کے کہے ہیں کہ بیچ ملک ہندوستان کے یک بادشاہ تھا کہ سخاوت اور جواں مردی اور عدالت میں مانند اس کے دنیا میں کم اور خزانے اور سونا رُوپا اور زر و جواہر اور اسباب و سپاہ حد سے زیادہ تھے۔(۶)

اس قصے کے اسلوب پر سنائے جانے کا انداز غالب ہے نیز قصہ گو کے سامنے داستان / قصہ گوئی کی کوئی مستحکم روایت نہیں ہے۔ قصے کے اجزا، کہانی، واقعات کے باہمی ربط اور زبان و بیان و اسلوب کے حوالے سے کئی ایک عناصر سامنے آتے ہیں، جن کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا۔ لیکن ان امور سے اس قصے کی وقعت و حیثیت پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا کیونکہ متعلقہ صدی میں جنوبی ہندوستان میں اردو نثر کی روایت بہت مستحکم نہیں رہی۔ اسی لیے جمیل جالبی دکنی عہد کی نثری تصانیف میں انفرادیت کا تلاش کرنا بے معنی قرار دیتے ہیں کیونکہ طرز کی انفرادیت کا سوال تب پیدا ہوتا ہے جب ادبی زبان پورے طور پر وجود میں آجائے۔(۷)

زیرِ نظر مضمون میں اس مضمون میں ' قصہ انار رانی' کا متن ترتیب دیا جا رہا ہے۔ ترتیبِ متن سے قبل اس کے نمایاں املائی و لسانی خصائص پر بھی بحث کی گئی ہے۔ بعد ازاں فرہنگ بھی ایزاد کر دی گئی ہے۔

جیسا کہ ذکر ہوا کہ یہ قصہ، قصہ گوئی کی روایت سے تعلق رکھتا ہے، جسے بعد میں کسی وقت حیطۂ تحریر میں لایا گیا ہو گا۔ اس امر کے باعث اس کے اسلوب میں کئی پرتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ تکرار لفظی سے کام لیتے ہوئے معنوی و صوری حسن میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جملوں میں مختصر مختصر مقفّیٰ ٹکڑوں کی مدد سے بھی متذکرہ بالا کام لیا گیا ہے۔ قصہ گو نے منظر نگاری کے اچھے نمونے تخلیق کرنے کی کوشش کی ہے لیکن زیادہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ کہیں کہیں مکالماتی انداز سے بھی قصہ آگے بڑھتا ہے۔

قصے کے لسانی خصائص میں کئی ایک امور نظر نواز ہوتے ہیں۔ اس نثر میں عربی و فارسی الفاظ کی شرح خاصی کم ہے۔ محض چند ایک الفاظ اس ضمن میں شمار کیے جا سکتے ہیں۔ جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ بھی رواجِ عام سے ہٹے ہوئے ہیں۔ جیسے: ' تصدیع'، 'کمر گاہ' وغیرہ۔ افعال سے صیغہ ماضی بنانے کے لیے 'نا' ہٹا کر 'یا' کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جیسے: ' نکلنا' سے ' نکلیا'؛ 'لگنا' سے 'لگیا'۔ کچھ افعال اپنی قدیم صورت میں استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے: ' انڈیلنا' کی جگہ ' الینڈنا' ۔ افعال کی مختلف صورتوں کو بھی انفیایا گیا ہے۔ جیسے: 'آوے گا' سے 'آویں گا'۔ ' ہِرکنا' اور ' چھنکنا' بمعنی 'چھڑکنا' استعمال ہوئے ہیں۔

جمع بنانے کا انداز پر جنوبی ہند کا قدیم انداز غالب نظر آتا ہے، جس کے تحت اس کے آخر پر ''اں'' کے اضافے سے جمع بنا لی جاتی تھی۔ یہاں بھی یہی کیفیت نظر آتی ہے۔ جیسا کہ: ' تصویراں'، 'خلعتاں'، 'اطالیقاں'، 'پھولاں'، 'جانوراں'، 'ہتھیاراں'، 'نہراں'، 'لباساں'۔ 'پری / پریوں' کے مذکر ' پری زاد' کے لیے ' پرا / پرے' کی جمع استعمال ہوئی ہے۔

اسی طرح تاکید کے لیے جنوبی ہند کے معروف انداز کے مطابق 'چ' یا 'اچ' کو بڑھالیا گیا ہے۔
کچھ الفاظ کی قدیم صورتیں بھی ملتی ہیں۔ جیسے: 'انھوں' کے لیے 'وِنھوں'، 'کے' کے لیے 'کنے'، 'لیکن' کے لیے 'لاکن'، 'بہت' کے لیے 'بہوت'، 'اور' کے لیے 'ہور'، 'اکیلا' کے لیے 'یکیلا'، 'اُن نے / اُس نے' کے لیے 'اُنّے'، 'کتنے' کے لیے 'کتّے' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ 'کر' بمعنی 'کے'، 'جب' بمعنی 'تب'، 'یہ' بمعنی 'اس' اور 'البتہ' بمعنی 'ضرور' بھی استعمال ہوا ہے۔ 'کسو' کا استعمال بھی ملتا ہے۔ جملوں کی ساخت کہیں کہیں خاصی مختلف نظر آتی ہے نیز قدامت کا رنگ بھی ہے۔ علامتِ فاعل 'نے' کا منفرد استعمال نظر آتا ہے جہاں اسے 'سے' کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ جیسے: 'اس پری چہرہ ان نے کہی۔' کچھ محاورے بھی اس عہد کے لسانی مزاج کی خبر دیتے ہیں۔ جیسے: 'لاج کرنا': شرم آنا، 'قدم چالاک کر کے اٹھانا': تیز تیز چلنا، 'پنکھا کرنا': ہوا دینا، 'آکھیاں موچنا': آنکھیں بند کرنا۔

قصے کی کتابت کے املائی خصائص وہی ہیں جو اس زمانے کے اندازِ کتابت میں عام ہیں۔ ہائے ہوّز و ہائے مختفی، 'ک' اور 'گ' کی کشش کا فرق نہیں پیدا کیا گیا۔ یائے معروف و مجہول کا فرق کہیں موجود ہے اور کہیں نہیں ہے۔ معکوسی اصوات کی نشان دہی کے لیے کوئی خاص علامت نہیں ہے۔ کہیں کہیں متعلقہ حرف پر '–' کی علامت سے کام لیا گیا ہے۔ اعراب بالحروف کا رجحان بھی ہے۔ کہیں کہیں املا کی بنیاد صوت پر رکھی گئی ہے۔ جیسے: 'مظبوت'، 'واستے'، 'ثات' وغیرہ۔ الفاظ کو ملا کر لکھنے کا رجحان بھی ہے۔

ذیل میں 'قصہ انار رانی' کا متن پیش کیا جا رہا ہے۔ متن ترتیب دیتے ہوئے رائج املا کو ترجیح دی گئی ہے۔ جن مقامات پر کسی لسانی خصوصیت کا اظہار ملتا ہے، وہاں رائج املا کو ترجیح نہیں دی گئی۔ دو ایک جگہ پر خواندگی ممکن نہیں ہو سکی، وہاں '۔۔۔' کی علامت لگا دی گئی ہے۔ جہاں کتابت کا واضح سہو موجود ہے اسے [] میں درست کر دیا گیا ہے۔ متن کے اختتام پر فرہنگ بھی ایزاد کر دی گئی ہے۔

قصہ انار رانی

کہنے ہارے خبروں کے ہور عاقلاں آگے کے کہے ہیں کہ بیچ ملک ہندوستان کے یک پادشاہ تھا کہ سخاوت اور جواں مردی اور عدالت میں مانند اس کے دنیا میں کم، اور خزانے اور سونا، روپا اور زر و جواہر اور اسباب سپاہ حد سے زیادہ تھی لاکن اس پادشاہ کو سوائے اولاد کے کچھ دل میں آرزو نہیں تھی اور ہمیشہ واسطے اولاد کے، بیچ درگاہ خداے تعالیٰ آگے دست بدعا تھا اور رات ہور دن میں یاد میں اللہ کی بھریا رہتا۔ آخر

بعد از کتّی مدت کے حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی مہربانی لگتا لگت سے چہار بیٹے خوبصورت دیا کہ چاند اور سورج ان کے حسن اور خوبصورتی کو دیکھ کر لاج کرتے تھے۔ پادشاہ نے اُن چہاروں لڑکوں کو بہوت آن و بان سے ساتھ ناز اور نعمت کے پالا اور بیچ علم و ہنر کے اور فند میں سپہ گیری کے اور سواری میں گھوڑوں کے یکہ بنایا۔

جب آگاہی سب فند میں اِن چاروں لڑکوں کو ہو کر حد بلوغیت کو پہنچی، اطالیقان نے جا کر حضور میں پادشاہ کے عرض کی۔ پادشاہ نے یہ خوشخبری شہزادوں کی جوانی کی سن کر بہت خوش ہوا اور اس بات کی شادی گنایا اور استادان اور اطالیقوں کو جاگیر اور منصب سے سرفراز کیا اور امیر اور امراء اور سپاہ اور رعیت کو خلعتان موافق مراتب ان ان کے دیا اور فقیران اور مسکینان کو ایسا کچھ خیر و خیرات کیا کہ تمام عمر کوئی محتاج کسو کا نہ ہوئے۔

بعد از فارغ ہونے اس کام کے، جاسوسوں اور ہرکاروں کو بلا کر واسطے جستجوئے کرنے نسبت کے، چہار اطراف روانہ کیا۔ جب وہ ہرکاروں نے تمام پادشاہان اور وزیران اور امیران کی لڑکیاں کی تصویراں کو لے کر جناب میں پادشاہ کے لا کر حاضر کیے، پادشاہ نے وہ سب تصویراں کو شہزادوں کے پاس بھجوا کر کہلا بھیجا کہ اگر تم اِن تصویروں سے جو تصویر کہ پسند کروگے، اس کو شادی کر کر [قصے کے اس مقام پر ایک صفحہ موجود نہیں ہے لیکن قصے کے اختتام پر دہرائے جانے والے کچھ واقعات سے اس مقام کے واقعات سے آگاہی ہو جاتی ہے]

کسی طور سے واسطے شادی کرنے کے سمجھا کر دل کو اس کے مائل کرو۔ وزیران اور امیران تمام مل کر شہزادے کے پاس جا کر بہوت بہوت طرح سے سمجھائے لاکن شہزادہ کسی کی بات نہ سنا۔ جب تمام جنے لاچار ہو کر حضور میں پادشاہ کے آکر عرض کیے کہ اے قبلہ عالم کہ ہم سے سب مل کر شہزادے کو بہوت بہوت قسم سے سمجھا کر دیکھے لیکن ان کو کہنا کسی کا خاطر پر نہ آیا۔

جب پادشاہ نے لاچار ہو کر پادشاہزادی کو اور ان کے بھاوجان کو بلا کر کہا کہ تم سبھی جا کر شہزادے کو کسی طور سے دل کو اس کے، اوپر شادی کے راغب کرو۔ جب یہ بات زبان سے پادشاہ کے سن کر پادشاہزادی اور بھاوجان، یہ چہار مل کر آنا جانا ہر روز شہزادے کے محل کو مقرر کیے اور نقلانِ عجائب و حکایتانِ رنگین پادشاہوں کی اور ان کی آل اولاد کی اور خوبیاں عورتوں کی ہمیشہ شہزادے کو سناتے۔ شہزادہ یہ سب سنتا اور کچھ جواب سوائے خاموشی کے نہ دیتا۔ بعض عرض کتّے دن کے، یہ سب عورتوں نے مل کر شہزادے کو کہے کہ اے شہزادے! ہم کو یک آرزو دل میں بے نہایت ہے، اگر تم قبول کروگے تو ہم تم کو کہیں گے۔ شہزادہ کہا کہ ایسی کیا بات ہے؟ کہو۔ جب پادشاہزادی اور بھاوجان نے اس کو کہے کہ ہم کو

تمھاری شادی، سہرا باندھنے کی بڑی آرزو ہے۔ چاہیے کہ تم اس تصویروں میں سے کسی تصویر کو پسند کر، تا کہ ہماری خوشی ہووے۔ شہزادہ کہا کہ اگر مجھے آرزو شادی کی ہوتی البتہ میں کوئی تصویر پسند کرتا۔ اور تِمیں اس بات کا خیال اپنے دل سے دور کرو۔ جب یہ بات شاہزادی اور بھاوجان سن کر لاعلاج ہو کر خاموش رہے۔ ان میں سے ایک عورت نے آپس میں کہی کہ کیا دماغ اس شاہزادے کو ہے کہ اِیتی تصویروں میں سے کوئی تصویر پسند نہیں کرتا ہے،شاید انار رانی کو کریں گا۔

اتفاقاً کہیں یہ بات شہزادہ سنا اور کہا کہ اگر میں شادی کروں گا تو انار رانی کو اِبیچ کروں گا۔ یہ بول کر شہزادہ واسطے چلنے کے تیاری کیا۔ پادشاہ اور پادشاہزادے یہ سن کر شہزادے کو بہوت سمجھائے لاکن شہزادہ نہ سنا۔ ماں باپ آخر لاچار ہو کر خدا کو سونپے اور رخصت دیے۔ جب شہزادہ ماں باپ سے رخصت ہو کر باہر شہر کے آیا اور چہاروں طرف نظر کو اپنی دور دور تک دوڑا کر دیکھا، کہیں یک طرف دور یک پہاڑ بہوت بلند نظر آیا اور اس پہاڑ کا شمار باندھ کر اپنے گھوڑے کو تیز کیا اور راہ جنگل کی لیا۔

جب کِتّے دن کے بعد نزدیک اُس پہاڑ کے پہنچا، دیکھتا کیا ہے کہ یک پہاڑ بہوت بلند و لمبا نظر آیا اور اس پہاڑ کے پاس تین راہ ہیں۔ یک راہ پہاڑ کے سیدھی طرف جاتی ہے۔ دوسری راہ دانویں طرف اور یک راہ پہاڑ طرف۔ آخر شہزادہ پہاڑ کی طرف کا راستہ اختیار کر کر چلنے لگا۔ جب پہاڑ کی کمر گاہ میں گیا، گھوڑے پر سے اتر کر زین کھول کر یک کُوئیں میں رکھا اور گھوڑے کو چرنے چھوڑ دیا اور آپ بڑی محنت اور مشقت سے پہاڑ کے اوپر چڑھا اور بڑی تصدیع اور تکلیف کھینچتا ہوا پہاڑ کے اس طرف نیچے اترا۔

اُسی راہ سے رات اور دن پیدل چلتا بہوت عذاباں کھینچتا ہوا کِتّے مہینے بعد از دور سے اور ایک پہاڑ نظر آنے لگا۔ شہزادہ اُس پہاڑ کو دیکھ کر چلنے لگا اور جب کِتّے دن کے بعد از نزدیک اس پہاڑ کے پہنچا کہ یک باغ دامن میں اس پہاڑ کے نظر آیا۔

جب شہزادہ باغ کے اندر گیا، یک سنّاسی بڑا قد آور مہیب صورت کا بیٹھا ہوا دیکھا۔ جب خوب نزدیک اس کے گیا، وہ سناسی کے بال سر کے اور ناخن ہاتھ کے بڑھ کر زمین میں گڑ گئے تھے اور آنکھیاں اس کی موچی ہوئی۔ شہزادے نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میرا مطلب بر آوے تو شاید اسی سے بر آوے۔ جب شہزادہ اس اس سناسی کی خدمت کرنے کی خاطر تیار ہو کر صبح شام کو جھاڑو دے کر پانی کا چھڑکاؤ کرتا اور پنکھا ہاتھ میں لے کر تمام روز بارا کرتا ہوا کھڑا رہتا۔

اسی طرح سے تین مہینے گزرے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ سناسی چھ مہینے کو یکبار آنکھ کھولتا اور یا گھڑی کے بعد از پھر آنکھ کو بند کر لیتا لاکن پیش از آنے شہزادے کے، تین مہینے ہوئے تھے۔ جب یہ تین مہینے تمام ہوئے، یکبار سناسی نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ باغ تمام ہریا اور چو طرف صاف پانی کا چھنکاؤ کیا ہوا اور یک آدمی اپنے کو پنکھا کرتا ہوا کھڑا ہے۔

یہ دیکھ کر اُنے بہوت خوش ہو کر شاہزادے کو کہا کہ اے لڑکے تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور مطلب کیا ہے؟ شہزادہ اپنی حقیقت اور اشتیاق انار رانی کا تمام، خدمت میں سے سناسی کے بیان کیا۔ جب سناسی سن کر کہا کہ اے شہزادے یہ خیال بے فائدہ اپنے دل سے نکال ڈال کہ پہنچنا آدمی ذات کا اب وہاں امر محال ہے کہ راستے میں اس کے ہزاروں دیواں اور عفریتاں اور پرے اور پریاں کی چوکیاں جابجا واسطے نگہبانی کے بیٹھی ہوئی ہیں کہ پرندے کو پر مارنا وہاں مشکل ہے۔

یہ بول کر سناسی نے اپنی آنکھ بند کر لیا۔ شہزادے لاچار ہو کر اول سے زیادہ چمن پھولاں وغیرہ کا لگا کر خدمت میں اس کے موافق آگے کے رہنے لگا۔ جب چھ مہینے تمام ہوئے، سناسی نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ اطراف اپنے صاف و پاکیزہ و چمن پھولوں کا لگا ہے، شہزادہ پنکھا کرتا ہوا کھڑا ہے۔

یہ دیکھ کر بہوت خوش ہو کر شاہزادے کو اپنے نزدیک بلایا اور محبت سے پوچھا کہ اے شاہزادے! کیا مانگتا ہے سو مانگ۔ شہزادہ کہا کہ اے بابا جی! اپنا دیا ہوا مجھے سب کچھ ہے مگر آپ کی توجہ سے مجھے انار رانی ملے تو بس ہے۔ سناسی نے سن کر کہا کہ کیا کروں کہ تو نے ہماری خدمت بہوت کیا ہے، اسواتے [اس واسطے] ہم کو تیرے کام کی خاطر محنت کرنا فرض ہوا ہے۔ یہ بول کر چہار پُڑیاں اول دے کر کہا کہ اسے کمر میں باندھ لے۔ بعد از اُسے چہار پُڑیاں دیا کہ اسے اپنی گود میں رکھ اور یک جھولی اس کے کاندھے کو لگا کر کہا کہ یہاں سے یک کوس قبلہ طرف، جب تو جاوے گا، وہاں یک راستہ پڑا ملے گا۔

سیدھا اس راستے سے چلا جا۔ بعد از چالیس دن کے یک دیوار اور اسے دروازہ لگا ہوا تجھے نظر آوے گا۔ جب دروازے کے نزدیک پہنچے گا تو جلدی سے یک پُڑی گود میں سے نکال کر اپنے سر پر ڈال کر قدم دروازے کے اندر رکھ کہ وہاں بارہ ہزار عفریتوں کی چوکی ہے۔ پڑی سر پر ڈالنے سے ان کی نظر میں نہیں نظر آوے گا۔ وہاں سے تین دن کے بعد از یک دیوار دوسری نظر آوے گی ۔ وہاں بارہ ہزار دیواں کی چوکی ہے۔ دوسری پڑی کھول کر اپنے سر پر ڈال لے کہ ان کی نظر سے بھی غائب ہو جائے گا۔

بعد از تین دن کے، تیسری دیوار نظر آوے گی۔ وہاں پر بارہ ہزار پروں کی چوکی ہے۔ تیسری پڑی کھول کر اپنے سر پر ڈال کر چلے جا۔ جب تین دن اور تُوں آگے جاوے گا، یک قلعہ ہے بہوت بڑا اور مضبوط اور پہرے چوکیاں پریاں کی جابجا تمام قلعہ پر اور شہر میں ہشیار اور تیار ہیں۔ چوتھی پڑی کو اپنے سر پر ڈال کر اندر قلعہ کے چلا جا۔

جب بیچ شہر کے جاوے گا، وہاں ایک باغ ہے۔ اس باغ میں یک محل ہے، اس محل میں تمام پریاں بھری ہوئی ہیں اور محل کے اندر سیدھی طرف یک کوٹھڑی ہے۔ اس کوٹھڑی کے اندر یک کوٹھڑی ہے۔ وہاں یک تخت لعل کا بچھا ہوا ہے۔ اس کے اوپر ایک ٹھیک جڑاؤ کی دھری ہے۔ اس ٹھیک میں یک جھاڑ انار کا بلندی میں دو ہاتھ اونچا، یک انار خوش رنگ مانند آفتاب کے چمکتا ہوا، لگیا ہے۔

تُو جلدی سے اس انار کو توڑ کر یہ جھولی میں ڈال کر قلعہ کے باہر ہو جا۔ جب تو باہر آوے گا، تمام پریاں بہت غل اور پکارا کرتے ہوئے تیرے اوپر آویں گی۔ تُو کمر میں سے یک پڑی نکال کر ان کے سامنے کھول کر ہر کا دے۔ بعد ازاں جب دیوار کے پاس آوے گا، تمام پرے تجھے دیکھ کر حملہ کریں گے۔ یک پڑی اَور کھول کر ان کے سامنے ڈال دے کر چلے آ۔ جب تیسری دیوار کے دروازے کے پہنچے گا، تیسری پڑی کو اسی طرح سے ڈال کر جلد نکل باہر ہو۔ جب چوتھی دیوار کے پاس آویں گا، چوتھی پڑی کو کھول کر عفریتوں کے سامنے ڈال کر میرے پاس اپنے کو جلد پہنچا۔

شہزادے نے یہ سب پُڑیاں کو لے کر سناسی سے رخصت ہو کر رات ہور دن یکیلا کانٹے اور پتھر کھندلتا ہوا اور سختی ہور محنت راہ کی کھینچتا ہوا، چالیس دن کے بعد، از موافق کہنے سناسی کے، اسے دور سے یک دیوار نظر آئی۔ شہزادے نے دل میں بہوت خوش ہو کر نزدیک دیوار کے جا کر ایک پُڑی گود میں سے نکال کر اپنے سر پر کھول کر ڈال لیا اور دروازے کے اندر خدا کا نام یاد کر کے قدم کو رکھا۔ دیکھتا کیا ہے کہ اندر اس کے ہزاروں عفریتان قد آور عجیب صورت ڈراونی کمر باندھے ہوئے اور ہتھیاراں لگے ہوئے، جابجا اپنے پہرے اور چوکیاں پر مضبوط اور تیار کھڑے ہوئے تھے۔

جب شہزادہ ان کا تماشا دیکھتا ہوا سیدھا راہ سے چلا گیا لاکن کوئی شہزادے کو نہیں دیکھا۔ بعد از تین روز کے، دوسرے دروازے کو پہنچا۔ وہاں اسی طرح سے دوسری پُڑی کو کھول کر اپنے سر پر ڈال کے چلا گیا۔ وہاں سے دیواں بھی اسے کچھ نہیں بولے۔ جب تیسری دیوار کے نزدیک پہنچا، تیسری پڑی کو کھول کر اپنے سر پر ڈال کر قدم دروازے کے اندر رکھا، پرے ہزاروں جابجا کمر باندھے ہوئے، پانچوں ہتھیار سے

تیار، اپنی اپنی نوکری پر سرگرم۔ شہزادہ ان کا بھی تماشا دیکھتا ہوا، تین دن کے بعد اُس قلعہ کے دروازے کے اندر جب پاؤں رکھا، دیکھتا کیا ہے کہ قلعہ رُوپا کا اور توپاں سونے کی، اس کے اوپر دھری ہوئی اور ہزاروں پریاں مانند چہرہ آفتاب ہریک جائے پر تیار ہتھیاروں سے کھڑی ہوئی تھی۔ اور عمارتاں طرح بہ طرح کی اور دو راستہ درخت میوہ دار اقسام اقسام کے لگے ہوئے اور نہراں پانی کی جابجا دوڑتی ہوئی اور جانوراں رنگ رنگی ہریک ہریک اپنی اپنی خوشی میں لہر کر، جھاڑوں پر مرغولے کرتے ہوئے، بیٹھے تھے۔

شہزادے نے یہ سب تماشا دیکھتا ہوا جب بیچ شہر میں پہنچا کہ یک باغ ہے کہ کوئی ایسا باغ زمین کے پردے پر نہیں دیکھا ہووے گا۔ جب باغ کے اندر گیا، یک محل سونے کا اور اوپر اس کے اقسام اقسام کی نخش و نگار اور بیل بوٹے کیے ہوئے اور فرش مکلل بچھائے ہوئے اور چہار طرف محل کے حوض گلاب کے بھرے ہوئے اور فوارے کارنجی کے اڑتے ہوئے اور پریاں جابجا صف بہ صف لباسان طرح طرح کے پہن کر زیور میں سر سے پاؤں تک ڈوبی ہوئی کھڑی تھی۔

شہزادہ بہر طور اپنے کو بچاتا، یک طرف سے اندر محل کے جا کر سیدھی طرف کی کوٹھری کے دروازے کو کھول کر اور اس کے اندر کی کوٹھری کے دروازے کو بھی کھول کر اندر گیا اور یک تخت لعل کا دھریا ہوا دیکھا کہ اس پر ٹھیک جڑاؤ کی اور جھاڑ یک انار کا، اسے یک انار بہت خوش رنگ کہ دیکھنے اس کتیں آنکھ کو قدرت نہیں۔

جب شہزادہ جلدی سے اس کے انار کو توڑ کر جھولی میں ڈال لیا اور وہاں سے قدم کو اپنے چالاک کر کے قلعے کے باہر ہوا، جب اس وقت تمام پریوں کو خبر ہوئی۔ پریاں تمام قلعہ کی اور باغ کی مل کر شہزادے کے اوپر حملہ کیے۔ شہزادہ جلد اپنی کمر سے ایک پڑی نکال کر کھولیا اور ان کی طرف پھینکا۔ بہ مجرد پھینکتے، یک طوفان اور بادل اور مِہوں اور اولے بہوت زور سے پریاں کے اوپر برسنے لگے۔ پریاں بارے کے زور سے اور مِہوں کے پڑنے سے عاجز اور لاچار ہو کر آگے آنے کی اُن کو طاقت نہ رہی۔

اتنے میں شہزادہ اُس دیوار کے پاس اپنے کو پہنچایا۔ جب وہاں کے تمام پرے تیار ہو کر شاہزادے کے اوپر حملہ کیے، شہزادہ دوسری پڑی کو کھول کر ان کی طرف پھینکا، اسی وقت یک بارا آتشی پیدا ہو کر تمام پروں کو بہکایا۔ وہاں سے شاہزادہ جب دوسری دیوار کے پاس پہنچا، وہاں کے دیواں تمام تیار ہو کر شہزادے کے اوپر حملہ کیے۔ شہزادہ تیسری پڑی کو کھول کر ان دیواں کے آگے پھینک دیا۔ اسی وقت یک لشکر از غیب نمود ہو کر دیواں کے ساتھ لڑنے لگے۔ شاہزادہ جلدی سے ان کی سرحد سے نکل کر چوتھی دیوار کے

پاس پہنچا۔ وہاں کے تمام عفریتاں شاہزادے کو دیکھ کر کے حملہ کیے۔ شہزادہ چوتھی پڑی کھول کر ان کے سامنے ہِرکایا۔ اسی وقت تمام عفریتاں زمیں میں زانو تک گڑ گئے۔

شہزادہ وہاں سے بہ فراغت تمام، بعد از چالیس دن کے، سناسی کے پاس پہنچا۔ سناسی شہزادہ آئے تک ہوشیار تھا۔ شاہزادے کو پوچھا کہ اے شاہزادے تو اپنے مطلب کی چیز لے آیا؟

شاہزادہ کہا کہ اے باباجی! آپ کی مہربانی سے لایا ہوں۔ جب سناسی کہا کہ اب تم اس انار کو باہر بالکل مت نکالو، سوائے اپنے محل کے۔ اگر راہ میں یا کئیں واسطے دیکھنے کے نکالوگے، آخر پشیمان ہوؤگے۔ یہ بول کر سناسی نے شاہزادے کو روانہ کیا اور آپ اپنی تپس میں مشغول ہوا۔ شاہزادہ وہاں سے نکل کر جس راستے سے کہ آیا تھا، وہیں راہ سے چلنے لگا۔ جب کَتی مدت کے بعد اس پہاڑ کو پہنچا کہ جہاں اپنے گھوڑے کو چھوڑا تھا، بڑی بڑی محنت سے اس پہاڑ کو النگ کر کُوئیں کے پاس آکر دیکھا کہ زین اپنی امانت دھری ہے اور گھوڑا پہاڑ کے دامن میں چر تا ہے۔

گھوڑے کو پکڑا کر زین باندھ کر سوار ہوا اور اپنے شہر کی راہ لیا۔ بعد از کَتّی مدت کی محنت اور سختی راہ کی کھینچتا ہوا، اپنے شہر کے دو کوس پر یک باغ پادشاہ کا بہوت پرانا بے مرمتی سے سوکھ گیا تھا۔ اُس باغ کے اندر کے محل میں اکر گھوڑے پر سے اترا اور خاطر جمعی سے زین پوش بچھا کر بیٹھا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ اے بار الٰہی! میں ایسی محنت ومشقت اپنے پر گوارا کر کر انار کو لے آیا اور اپنے شہر کے نزدیک پہنچا ہوں مگر وہ انار رانی ایسی کیسی ہووے گی کہ انار میں کچھ وزن اس کا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ جائے یہ کھول کر دیکھنا کہ مبادا محنت اپنی رائگاں نہ ہوئے۔

یہ تصور کر کے انار کو جھولی سے نکالا اور چاقو سے چیرا۔ اس میں سے یک بیک، یک عورت ماند چہرہ آفتاب کے باہر نکلی۔ شاہزادہ اس کے چہرہ نورانی کو دیکھ کر تاب نہ لا کر بے ہوش ہوا۔ بعد از یک ساعت کے ہوش میں آکر انار رانی کو کہا کہ اے انار رانی! تو جب تک کہ انار میں تھی، میں تجھے جھولی میں رکھ کر لے کر آیا۔ اب اٹھا کر تم کو یہاں سے لے جانا، سواری کے امر محال ہے۔ تم یہاں بیٹھو، میں شہر میں جا کر واسطے تمھارے یک پالی [پالکی] لے کر آتا ہوں۔

انارانی نے کہی کہ جیسے تمھاری مرضی ہے، ویسا کرو۔ شہزادہ انار رانی کو محل میں چھوڑ کر جلدی گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے شہر کو آیا۔ قضائے الٰہی، اُتّے میں یک دھوبن اس طرف سے واسطے لکڑیاں چننے کے باغ کو آئی اور یک آنکھ اس کی کانی تھی۔ کہیں نگاہ اس دھوبن کی انار رانی کی طرف پڑی اور انار رانی کو

دیکھ کر بہت حیرت زدہ ہوئی۔ آہستہ نزدیک اس کے جا کر، دور سے آداب بجالائی اور بہت سے معدبی [مؤدبی] سے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑی رہی۔

جب انار رانی نے اسے دیکھ کر پوچھی کہ اے نیک بخت! تو کون ہے؟ ان نے کہی کہ یہ باندی اس باغ کی مالن ہوں۔ یہ بول کر انار رانی کو پوچھی کہ اے بی بی! آپ تنہاں اس باغ میں، سوائے آدمی کے آنا مجھے بہت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اس باندی کو چاہیے اس مقدمہ سے آگاہ فرمانا۔ جب انار رانی اس دھوبن کو مقرر اس باغ کی مالن جان کر کہی کہ میں انار رانی ہوں اور شاہزادہ مجھے بڑی محنت سے لے کر آیا ہے اور اپی واسطے سواری کے میری، یہاں بٹھا کر شہر میں گیا ہے، جب دھوبن نے یہ قصہ سنی، انار رانی کو کہی کہ میں تصدق اور قربان آپ کی جوتیوں پر سے۔ یہ باندی اور باغ آپ کا ہے اور بڑی قسمت ہمارے شاہزادے کی کہ آپ سریکے جناب ان کو میسر ہوئی اور پھر کہی کہ اے بی بی! یہ باندی تمام محلوں میں پادشاہوں کے گئی ہوں اور کسی پادشاہ زادی کو ایسا لباس پہنے ہوئے نہیں دیکھی اور اس باندی کی یک عرض ہے کہ اگر جناب میں قبول پڑے گا تو عرض کرتی ہوں۔

انار رانی کہی کہ بول۔ جب وو دھوبن کہی کہ اے بی بی! میرے دل میں یک آرزو ہے کہ آپ کا لباس یک لمحہ مجھے عنایت کریں تو آپ کے روبرو پہن کر دیکھتی ہوں کہ مجھے کیوں معلوم ہووے گا؟ جب انار رانی نے کہی کہ میرے پاس دوسرا جوڑا نہیں ہے کہ تجھے اتار کر یہ جوڑا دے آؤں اور میں دوسرا جوڑا پہنوں۔

جب دھوبن کہی کہ بی بی یک لمحے کی خاطر میرا جوڑا آپ پہنے تو میں آپ کا جوڑا ذرا وقت سامنے آپ کے پہن کر اتار دیتی ہوں۔ انار رانی نے اس کی پھسلانے پر فریفتہ ہو کر اپنے کپڑے اسے پہنائے اور اس کے کپڑے آپ پہنے۔ دھوبن کپڑے پہن کر انار رانی کو کہی کہ اس باغ میں یک باوری ہے کہ اس میں عجائب عجائب تماشے نظر آتے ہیں، چلو جا کر تماشا دیکھیں اور یہ باندی آپ کے کپڑے پہنے، سو باوری میں کھڑی رہ کر دیکھوں گی کہ مجھے اچھے معلوم ہوتے ہیں یا نہیں۔

جب انار رانی نے اس کے ساتھ باوری کے پاس گئی، دھوبن نے اول اپی جھانک کر دیکھی۔ بعد ازاں انار رانی کو کہی کہ اے بی بی! اس پانی میں عجب تماشے نظر آتے ہیں، جلد کہ دیکھو لیو کہ شاہزادے کے آنے کا وقت ہوا ہے۔ انار رانی باوری نزدیک آکر جھانکی، اُتّے میں دھوبن جلدی سے انار رانی کو اٹھا کر کوئیں میں ڈال دی اور اپی جلدی سے جہاں انار رانی بیٹھی تھی، وہاں آکر بیٹھی۔

جب شاہزادہ پالکی لے کر آیا اور دھوبن کو دیکھا کہ صورت بھونڈی اور منحوس اور کانی یک آنکھ کی اور لباس وہی پہن کر بیٹھی ہے۔ اس خیال میں یک لحظہ متفکر ہو کر بعد ازاں پوچھا کہ اے نیک بخت تو کون ہے؟ جب اُن نے کہی کہ اے شہزادے! میں وہی ہوں کہ آپ مجھے میرے گھر بار سے بچھڑا کر، انار کو جھولی میں ڈال کر لے آئے تھے اور انار کو چیر مجھے باہر نکالا۔ یہاں بٹھا کر یکیلے واسطے سواری کے آپ شہر کو گئے تھے۔

جب شہزادہ کہا، پس تیری صورت ایسی منحوس اور یک آنکھ کانی کیا سبب؟ جب دھوبن کہی کہ کہ اے شاہزادے! تمہارے ملک کی آب وہوا کی طرف سے میرا یہ حال ہوا۔ شاہزادہ اس کی بات کو مقرر دل میں سمجھ کر سواری میں اسے بٹھا کر اپنے محل کو لے گیا۔ جب پادشاہ زادی اور بھاوجان، شاہزادے کے سن کر واسطے دیکھنے انار رانی کے آئی اور اس صورت منحوس کوئی جب دیکھی، لاحول بھیج کر کہے کہ تعجب! شاہزادہ ایسی بہتر تصویر ان میں سے کوئی تصویر کو پسند نہیں کیا اور جا کر اتنے دن کے بعد ایسی بھونڈی صورت کو انار رانی بول کر لے آیا۔ عجب خراب قسمت اس شاہزادے کی ہے۔ یہ بول کر خاموش رہے۔

کہتے ہیں کہ وہ باغ کہ انار رانی کو دھوبن نے باوری میں دھکیلی تھی، وہ باغ اسی وقت آپ سے آپ سرسبز اور تازہ ہو کر باوری میں یک پھول عجائب لائق دیکھنے کے پیدا ہوا۔ جو شخص کہ اس باغ کو آتا، اس باوری کی طرف گزرتا۔ اس پھول کو دیکھ کر توڑنے کی خاطر کا قصد کرتا لاکن وہ پھول کسی کے ہاتھ نہیں پڑتا۔ اسی طرح سے یہ بات تمام شہر میں مشہور ہوئی اور رفتہ رفتہ ان چاروں شاہزادوں کو خبر ہوئی۔ واسطے سیر کے اس باغ کوں چاروں شہزادے گئے اور سیر کرتے کرتے طرف کوئیں کے پونچے۔ اس کنویں میں یک پھول کا جھاڑ بہوت خوش رنگ اور عجائب پھول یک لگا ہوا نظر آیا۔ شاہزادے تمام اس پھول کو دیکھ کے واسطے توڑنے اس کے، کنویں کی طرف گئے۔ جب سب سے بڑا شہزادہ اس پھول کو توڑنے ہاتھ لمبا کیا، پھول پانی میں ڈوب گیا۔ یہ تماشا دیکھ کر چاروں شہزادے تعجب ہوئے۔ بعد از یک گھڑی کے پھر پھول باہر پانی کے نکلیا۔ دوسرا شہزادہ واسطے توڑنے کے قصد کیا۔ پھر پھول پانی میں ڈوب گیا اور یہ چاروں شہزادے اس پھول کا ڈوبنا دیکھ کر بہت دنگ ہوئے اور اپنے دل میں خیال کیے کہ یابارِ الٰہی! یہ کیا اسرار ہے کہ پھول پانی کے باہر نکلنا اور توڑنے جاتے اینچ پانی میں ڈوب جانا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کھڑے تھے کہ پھول پھر باہر نکلا۔ تیسرا شہزادہ کہا کہ اب میں جا کر توڑتا ہوں۔ سب قبول کیے۔ تیسرا شہزادہ واسطے توڑنے کے جب ہاتھ دوڑایا، پھر پھول پانی میں ڈوب گیا۔ جب چوتھا شہزادہ کہا کہ اب میری باری ہے۔ پھول بعد از ایک گھڑی کے پھر

باہر پانی کے نکلا۔ چوتھا شاہزادہ نے واسطے توڑنے اس کے، ہاتھ لمبا کیا۔ پھول جلدی سے شاہزادے کی گود میں آگیا۔

شاہزادہ اس پھول کو توڑ کر اپنی پگڑی میں رکھا۔ جب سیر سے سب فارغ ہو کر اپنے اپنے محل گئے، یہ شاہزادہ اپنے محل میں جا کر پھول کو اپنے پلنگ پر رکھا۔ جب وہ دھوبن اس پھول کو دیکھی، دل میں اپنے سمجھی کہ اس پھول میں انار رانی ہے۔ اگر پھول کو شہزادہ کھولے گا، البتہ باہر نکلے گی۔ پھول کو ہاتھ میں لے کر اس کو خوب رگڑ کر پچھواڑے میں گھور پر ڈال دیے اور خاطر جمعی سے آکر اپنے مکان میں رہنے لگی۔ جب وہ تمام دن اور تمام رات گزری، صبح کو اس گھور پر یک صندل کا جھاڑ ہوا۔ شہزادے نے اس جھاڑ کو دیکھ کر تعجب ہوا کہ یکایک یہاں صندل کا جھاڑ اِتّابڑا کس طرح سے ہوا؟ یہ بول کر خاموش رہا۔ اُس جھاڑ کو دھوبن دیکھ کر کہی کہ اللہ! یہ یہاں بھی پیدا ہوئے۔

اپنے آدمیاں کو حکم کری کہ اس جھاڑ کو کاٹ کر ٹکڑے کر کر میرے پاس لے آؤ۔ وہ بموجب اس کے حکم کے، جھاڑ کو کاٹ کر ٹکڑے کر کر اس کے پاس لے گئے، ان نے اس کو جلا کر راخ کر کر، باہر گھر کے ڈلوادیے اور اس راخ میں سے ساگ اگا۔ قضائے الٰہی اس شہر میں بوڈا اور بوڈی رہتے تھے۔

یک روز واسطے ساگ چننے کے اس طرف گئے۔ کہیں وہ ساگ اسے نظر آیا۔ وہ ساگ کو توڑ کر اپنے گھر میں لے جا کر یک ہنڈی میں ڈال کر بھنڈولے کے اوپر رکھی۔ اس دن کو پکانے کا اتفاق نہ ہوا۔ دوسرے دن پکانے کی خاطر چاہے کہ ہانڈی بھنڈولے پر سے اتارے کہ یکایک ہانڈی میں سے آواز ہوا کہ اے ماما آہستہ اتار۔ بوڈی نے یہ آواز سن کر ڈر گئی اور ہانڈی کو اسی طرح سے رکھ کر اپنے مرد سے کہنے لگی کہ یہ کیا ہووے گا۔ میں کل کے روز جنگل میں سے ساگ واسطے پکانے کے، چن کے، لا کر ہانڈی میں ڈال کر رکھے تھے۔ آج پکانے واسطے چاہی کہ ہانڈی اتاروں، اس میں سے یہ آواز آتا ہے کہ اے ماما! ہانڈی آہستہ اتار۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس میں کیا ملامت ہووے گا؟

جب مرد اُس کا یہ بات بوڈی سے سن کر تعجب ہوا، دونوں مل کر بھنڈولیاں کے پاس گئے اور ہانڈی کو اتارنا چاہے کہ پھر اس میں سے آواز آیا کہ اے بابا! واے ماما! تم دل میں کچھ اندیشہ مت کرو، میں شیطان اور بھوت وپلیت نہیں ہوں۔ تمھارے سریکے انسان ہوں لاکن ہانڈی کو آہستہ اتار کر مجھے باہر نکالو۔

بعد ازاں یہ بات دونوں جنے سن کر بہت دہشت زدہ ہو کر توکل اوپر خدا کے کر کے ہانڈی کو بھنڈولیاں پر سے نیچے اتارے اور ساک کو بوری پر الینڈے۔ بہ مجرد الینڈتے، یک عورت پری کی مثال اس

میں سے باہر نکلی۔ جب وہ بوڑا اور بوڑی اس کے حسن کو دیکھ کر اوّل بے ہوش ہو گئے۔ بعد از کتّے وقت کے جب ہوش میں آئے، اس پری چہرہ ان نے کہی کہ تم کچھ اندیشہ دل میں اپنے مت کرو میں بھی تمھاری سرے کی آدمی ہوں اور میری اوپر بُری بیت پڑی ہے اور تم میرے ماں باپ کی جائے پر ہو اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے تم کو بہت فراغت دیوے گا۔

جب دونوں جنے یہ بات سنے، اس وقت ان کے دل کی دہشت دور ہوئی۔ جب انار رانی نے کہے کہ تم اپنی بھنڈولیاں کھول کر دیکھو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی برکت سے اس میں کچھ ہووے گا۔ جب وہ بوڑا اور بوڑی دونوں مل کر جا کر اپنی بھنڈولیاں کھول کر دیکھے کہ تمام جواہر اور اشرفیاں سے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ دونوں اس جواہر اور اشرفیاں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انار رانی کو اپنی بیٹی سے فائق جاننے لگے اور اپنی جھونپڑی کو توڑ کر یک محل لائق بادشاہوں کے بنائے اور سباب فرش فروش تمام لائق شہانہ تیار کیے اور انار رانی کی خاطر یک دولارا مرصع کا نور ابریشم کے بُنے ہوئے اور تاناب [بانات] کلابتوں لگا کر اس میں انار رانی کو بٹھا کر رات ہور دن، جھلانے رہنے اور خدمت میں شب و روز حاضر۔

اس طرح سے چھ مہینے گزرے اور ہمیشہ کے ہمسائے گان بوڑا بوڑی کی حالت مفلسی کو ان کی واقف تھے۔ اب اس شان و شوکت کو دیکھ کر بہت دنگ ہوتے تھے اور اپس میں باتاں کرتے تھے کہ دولت اس بوڑی کو اب کہاں سے آئی؟ اور یہ لڑکی ایسی خوبصورت کہ بیٹی بولتے ہیں، آگے نہیں تھی، اب کدھر سے پیدا ہوئی ؟

یہی باتاں آپس میں کرتے کرتے تمام بستی کے لوگوں میں مشہور ہوئی اور رفتہ رفتہ تا شہزادے کے محل میں دھوبن کو خبر ہوئی اور تشویش اسے حد سے زیادہ وارد ہوئی اور اس کی دفع کی خاطر کوشش کرنے لگی۔ آخر یک روز شب وقت خوبیگی شہزادے کو کہے کہ اس بستی میں یک بوڑی ہے کہ اس کی بیٹی ہمیشہ لوگوں کے سامنے میرا گِلا اور شکوہ کرتی ہے۔ اگر آپ کا حکم ہووے تو یک روز اس کی بیٹی کو بلا کر ایسی بات کی حقیقت دریافت کروں گی۔

شاہزادہ کہا کہ خوشی تیری۔ جب دھوبن نے کتّے آدمی اپنی معرفت کے بلا کر ان کو بہوت پیسے دینا مقرر کر کے کہی کہ فلانی بوڑی کی مکان کو جا کر میری طرف سے اس کو کہو کہ ہم کو تمھاری بیٹی کے دیکھنے کی بڑی آرزو ہے، اگر آج کے دن بھیجے تو بڑی مہربانی ہووے گی۔ وہ اگر خوشی سے بھیجے بہتر، اکو نہیں تو کسی طور سے بزور اسے سواری میں بٹھا کر طرف جنگل کے کہ وہاں کسی آدمی اور آدمی زاد کا گزر ناہووے، ویسے

جائے لے جا کر اسے مار کر، ٹکڑے کر کر، ہر یک اعضاء کو علاحدہ کر کر، یک طرف گاڑ دے اور وہ آدمیاں نے قبول کر کے بوڑی کے گھر گئے اور اسے کہے کہ ہماری پادشاہ زادی واسطے دیکھنے کے تمھاری بیٹی کو بلائی ہے، تم جلد تیار کر کے اپنی بیٹی کو بھجواؤ۔ بوڑی اس بات کو سن کر قبول نہ کری، جب وہ آدمیاں نے بزور اس کی لڑکی کو لے کر طرف جنگل کے کہ وہاں کوئی آدمی اور آدمی زاد کا گزر نہیں ہوتا تھا، لے جا کر انار رانی کو مار کر، اعضا اعضاء اس کے علاحدہ علاحدہ کر کر گاڑ دیے اور اپنے پیسے کہ مقررہ کیے تھے، لے لیے۔

کہتے ہیں کہ جب انار رانی کو مار کے ٹکڑے کر کر گاڑتے کے ساتھ، جس جائے کہ مارے تھے، یک بنگلہ ہوا اور آس پاس اس بنگلے کے دیوار بہت بلند اور یک طرف دیوار کے ایک دروازہ بہوت اونچا اور چہار جھاڑ عجائب، خوش رنگ ہوئے تھے۔ بعد از کتّے دن کے یک روز شاہزادہ واسطے شکار کے، اس جنگل کی طرف گیا تھا اور لشکر سے جدا ہو کر اس بنگلے طرف گزر ہوئی۔

شہزادہ اس دیوار کو دیکھ کر کہا، اس جنگل میں ایسی دیوار آگے نہیں تھی۔ اب یہاں ایسا کون ہے کہ یہ دیوار بناتا ہے؟ یہ خیال کر کر چہار طرف دیوار کے پھر کے دیکھا، کسی طرف دروازہ نظر نہیں آیا۔ جب اس جھاڑوں کے پاس آیا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور چہار جھاڑ عجائب اور جو کوئی اس جھاڑ کے نیچے آوے، پر دل جانے کو نہ ہوئے۔

شاہزادہ گھوڑے پر سے اتر کر اس جھاڑ کی چھاؤں میں زین پوش بچھا کر لیٹا۔ اُتّے میں دو جانور زریں بال، اس جھاڑ پر آکر بیٹھے۔ شاہزادے نے ان جانوراں کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ اُتّے میں مادے نے نر کو کہی کہ ایک نقل بولو۔ نر نے مادے کو پوچھا کہ نقل دیکھی ہوئی بولوں یا سنی ہوئی؟ مادے نے کہی کہ شنیدن کے بود مانند دیدن، دیکھی ہوئی بولو۔

جب اس جانور نے کہا کہ سن اے دیوانی کہ ایک ملک میں یک پادشاہ تھا کہ بیچ مال و اموال اور شجاعت و عدالت کے، ثانی اس کا نہ تھا۔ اسے سوائے اولاد کے، کچھ فکر و آرزو دل میں نہیں تھی۔ حق تعالیٰ نے اس کے بعد از کتے دن کے، چہار لڑکے پئے بہ پئے دیے۔ جب وہ لڑکے تمام علم و ہنر سے تیار ہو کر بالغ ہوئے، بادشاہ نے بہت خوشی کر کر واسطے شادی کرنے کے ان کی، تمام بادشاہان اور وزیران اور امیر ان کی لڑکیاں کی تصویر اس کو منگا کر ان چاروں کو کہا کہ جو تصویر کے اِن تصویروں میں تم پسند کروگے، اس سے تم کو شادی کر کے دے دوں گا۔

جب تین شاہزادے ان تصویروں میں سے تین تصویر اں کو پسند کیے، ان کی شادی بڑی دھوم سے کر دیا۔ بعد از چھوٹے شاہزادے کو پادشاہ پوچھا کہ اے بابا! تم بھی ان تصویر اں میں سے کوئی تصویر کو پسند کرو تا شادی کر کر تم کو بھی دے آؤں۔ شاہزادے نے زمین خدمت کے، ساتھ ہوٹاں بند گی کے، بوسہ دے کر جناب میں بادشاہ کے عرض کیا گیا قبلہ عالم! غلام کی تیئں سوائے عبادت خدائے تعالیٰ کے کچھ آرزو شادی کی نہیں رکھتا کہ ان تصویروں میں سے کوئی تصویر پسند کرے۔ پادشاہ نے یہ بات سن کر بہوت دل گیر ہو کر محل میں گیا۔

جب حکایت اس حیوان نے بول کر کہا کہ اے دیوانی ! اب وقت ہوا ہے، چل اپنے مکان کو جاویں۔ سُباں آکر باقی نقل کو تمام کروں گا۔ یہ بول کر وہ حیوانان اُڑ کر چلے گئے۔ شاہزادے نے یہ حقیقت سن کر بہوت دنگ ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ یا بارے الٰہی یہ نقل موافق میرے حال کی ہے۔ معلوم نہیں آئندہ کیا احوال ہووے گا۔

یہ خیال کر کر گھوڑے پہ سوار ہو کر اپنے شہر کو گیا اور تمام شب بے قرار رہا کہ یا بارے الٰہی کب اُجالا ہووئے گا کہ میں وہاں جاؤں۔ ایسے فکر وخیال میں جب اُجالا ہوا، شاہزادہ جلد گھوڑے پر سوار ہو کر اس دیوار کے پاس آیا اور گھوڑے کو یک طرف باندھ کر اس جھاڑوں کے نیچے زین پوش بچھا کر راہ ان جانوروں زریں بال کی دیکھتا ہوا بیٹھا۔

جب دو پہر دن برابر ہوا، وہ دونوں جانور آکر آگے کہ جس ڈالی پر بیٹھے تھے، وہیں بیٹھ کر پھر نقل باقی شروع کیے کہ جب پادشاہ دوسرے دن دربار میں آکر وزیران اور امیر ان کو اپنے بلا کر کہا کہ تم سب مل کر کسی طرح سے شاہزادے کو جا کر سمجھاؤ کہ اس تصویر اں میں سے کوئی تصویر کو پسند کرے، تا ہم شادی کر کر دیویں۔ وزرا اور امراء آداب بجالا کر شاہزادے کو واسطے شادی کرنے کے بہوت طرح سے سمجھائے، ان نے بالکل کسی کی بات نہ سنیا۔ جب سب جنے لاچار ہو کر بادشاہ کو عرض کیے کہ ہم سب مل کر بہوت طرح سے شاہزادے کو سمجھائے لاکن ان کو کسی کا کہنا منظور نہ پڑا۔

پادشاہ نے جب اپنے محل کو جا کر پادشاہ زادی اور بھاوجان کو شاہزادے کے بلا کر، ان کو کہا کہ تم جا کر شاہزادے کو کسی طرح سے واسطے شادی کرنے کے سمجھائش کرو۔ وِنھوں نے بھی بہت طرح سے سمجھائے، وہ بالکل نہ قبول کیا۔ جب ان میں سے یک بھاوج نے آپس میں کہی کہ یہ شاہزادہ شاید انار رانی کو کرے گا کہ اس واسطے تصویر اں میں سے کوئی تصویر کو نہیں پسند کرتا ہے۔

شاہزادے نے یہ بات سن کر کہا کہ اگر میں شادی کروں تو انار رانی کو اپنج کروں۔ جب شہزادہ تیاری چلنے کی کیا، پادشاہ سن کر بہوت سمجھایا۔ آخر نہیں سنا اور پادشاہ سے رخصت لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کی راہ لیا۔ بعد از بہوت تصدیع اور تکلیف کے، یک جنگل میں گیا کہ یک باغ میں یک سناسی بیٹھا ہوا تھا کہ بال اور ناخن اس کے بڑھ کر زمین میں گڑ گئے تھے۔

وہاں جا کر خدمت اس کی بہوت کیا۔ وہ سناسی چھ مہینے کو یکبار آنکھیں کھولتا تھا۔ تین مہینے اوّل گزرے تھے، جب تین مہینے کے بعد از سناسی نے آنکھ کھول کر شاہزادے کو پوچھا کہ اے لڑکے تو کون ہے اور کیا مانگتا ہے؟

اُن نے اپنی حقیقت بیان کر کر کہا کہ مجھے انار رانی ہونا۔ سناسی نے یہ سن کر کہا کہ یہ خیال محال ہے، بول کر آنکھ اپنی بند کر لیا۔ جب چھ مہینے پھر گزرے، سناسی آنکھ کھول کر اس شاہزادے پر مہربان ہو کر چہار پُڑیاں دے کر کہا کہ یہ چار پُڑیاں جاتے وقت پر بعد از چالیس دن کے یک دیوار ملے گی، وہاں چوکیاں عفریتاں کی ہیں۔ یک پڑی کو کھول کر سر پر ڈال، بعد از دوسری دیوار ملے گی، وہاں دیواں کی چوکیاں ہیں۔ تیسری دیوار کے پاس پروں کی چوکیاں ہیں۔ وہاں سے آگے یک قلعہ ہے۔ وہاں پریاں کی چوکیاں ہیں۔ یک یک پڑی یک یک دیوار کے پاس کھول کر اپنے سر پر ڈال کر چلا جا۔

جب قلعہ کے اندر جاوے گا، وہاں ایک باغ ہے۔ باغ کے اندر یک محل ہے، محل کے اندر سیدھی طرف یک کوٹھڑی ہے۔ کوٹھڑی کے اندر کوٹھڑی ہے۔ وہاں یک تخت ہے، تخت کے اوپر یک ٹھیک ہے۔ ٹھیک کے اندر یک جھاڑ انار کا ہے۔ اسے یک انار بہت خوش رنگ لگا ہے۔ یہ بول کر یک جھولی اور چہار پڑیاں دوسری دے کر کہا کہ جب تو انار کو توڑے گا، اس جھولی میں ڈال کر لے آ۔ جب تیرا وہ پیچھا کریں گے، تب تو ہر یک ہر یک جائے یک یک پڑیوں کو ان کے سامنے ڈال کر بے فکر چلے آ۔

شہزادے نے اسی طرح سے جا کر موافق سناسی کے کہ جیسے بولتا تھا، ویسا کر کر انار کو توڑ کر سناسی کے پاس لے آیا۔

سناسی اسے تاکید کیا کہ اے لڑکے! اس انار کو سوائے اپنے محل کے دوسری جائے مت کھول کہ آخر پشیمان ہوئے گا۔ جب شاہزادہ انار کو لے کر اپنے شہر کے نزدیک یک باغ ویران بادشاہ کا تھا، وہاں آ کر بے وقوفی سے اپنی، اس انار کو کھول کر انار رانی کو باہر نکالا۔ جب واسطے سواری کے شہر کے اندر گیا، وہاں یک

دھوبن واسطے لکڑیاں چننے کے اس باغ کو آئی تھی، انار رانی کو دیکھ کر پھسلا کر اس کے کپڑے اپنے پہنے، اپنے کپڑے اسے پہنا کر باوری کی طرف واسطے تماشا بتانے کے، بلا لے جا کر باوری میں دھکیل دیے ۔

جب شاہزادہ سواری لا کر اس کی صورت نحس بر، ملاحظہ کیا، تعجب ہو کر آخر اپنے محل کو لے گیا۔ بعد از چھ مہینے کے وہ باغ ایسا سبز ہوا کہ تمام عالم واسطے تماشا دیکھنے اس کے آتے تھے۔ شاہزادے بھی واسطے سیر کے باغ کی طرف گئے۔ یک پھول عجائب نظر آیا۔ واسطے توڑنے اس کے تینوں شاہزادے قصد کیے لاکن وہ پھول کسی کے ہاتھ نہ لگا۔

جب چوتھا شاہزادہ پھول کو توڑ کر اپنی پگڑی میں رکھ کر محل کو آیا، پھول کو نکال کر پلنگ پر رکھا۔ دھوبن نے اس پھول کو رگڑ کر گھور پر سٹ دی۔ وہاں یک جھاڑ صندل کا ہوا۔ اس جھاڑ کو کٹا کر جلا کر راکھ کر کر، باہر محل کے ڈلوا دیا۔ اس میں سے ساگ پیدا ہوا۔ اس ساگ کو یک بوڑی توڑ کر اپنی ہانڈی میں ڈال کر بھنڈولے پر ہانڈی کو رکھی۔

دوسرے دن چاہی کہ ہانڈی اتار کر ساگ پکاوے کہ اس ہانڈی میں سے آواز آیا کہ اے ماما! آہستہ اتار۔ وہ بوڑی اپنے مرد کو یہ حقیقت بولی۔ دونوں جب پھر اتارنے کو آئے، پھر آواز آیا کہ اے ماما! اور بابا! آہستہ اتارو۔۔۔ دونوں دہشت زدہ اس ہانڈی کو اتار کر ساگ کو باہر نکالے۔ اس میں سے یک عورت بہت خوبصورت دیکھی، اس کی طرف سے ان کو فراغت بے نہایت ہوئی۔ جب یہ خبر دھوبن سن کر شاہزادے کہی کہ یک بوڑی کی بیٹی میرا گلا کرتی ہے اگر حکم ہوئے تو اسے بلا کر دریافت کروں گی۔

شاہزادہ نے کہا: خوشی تیری۔ وہ کمبخت نے اپنے آدمیاں کو بہوت پیسے دے کر اس بدی کنے، اُس عورت کو منگا کر جنگل میں بھیج کر مار کر ٹکڑے کر کر، چو طرف گاڑ دیے۔ اسی وقت یہ دیوار پیدا ہوئی۔ جب مادے نے نَر کو پوچھے کہ اب اس کی کیا فکر؟ جب نر کہا کہ اگر شاہزادہ عاقل ہووے تو تین دن روزہ رکھ کر چوتھے دن اس دروازے کو بسم اللہ بول کر ہاتھ لگاوے تو دروازہ کھل جاوے گا۔

جب دروازے کے اندر جاوے گا، وہاں یک باغ ہے۔ باغ کے اندر یک بنگلہ ہے، اس کے اندر یک پلنگ ہے، پلنگ کے اوپر انار رانی کا جسم بے جان پڑا ہوا ہے اور اس کے سِرانے یک صندوق ہے۔ اس کے اندر یک شیشی آبِ حیات سے بھری ہوئی ہے۔ وہ آبِ حیات کو اگر شہزادہ لے کر اس پر چھنکے تو وہ جی کو اٹھے گی۔

جب وہ حیوانوں نے یہ بات بولی، شاہزادہ سن کر آہ سرد، دل بھرے ہوئے درد سے کھینچ کر بے قرار ہوا اور جلدی سے اپنے محل کو آ کر اور کچھ میوہ اور حلوہ واسطے روزہ کھول کر کھانے کے، لے کر صبح کو گھوڑے پر

سوار ہو کر آیا اور گھوڑے کو یک طرف باندھ کر پے در پے تین دن تین روزے رکھ کر چوتھے دن وضو کر کر، دو رکعت نماز پڑھ کر، نام خدا کا یاد کر کر، دروازے کو ہاتھ لگایا۔ بہ مجرد ہاتھ لگاتے، دروازہ کھل گیا۔

جب شاہزادہ قدم دیوار کے اندر رکھا، باغ دیکھا کہ مانند بہشت کے سرسبز اور بیچ میں اس کے یک بنگلہ، جب اندر بنگلے کے گیا کہ ایک پلنگ ہے کہ اس کے اس پر یک پری کی مثال چادر زریں اوڑھے ہوئے پری ہے۔

شاہزادہ اس چادر کو سر پر سے نکال کر دیکھا، وہی صورت ہے کہ اول انار میں سے نکال کر دیکھا تھا لاکن بے جان۔ شاہزادہ بہوت آہ وزاری کر کر صندوق سے، کہ اس کے سرانے دھرا تھا، کھول کر شیشی آب حیات کی نکال کر، اس کے منہ پر چھکا۔ اسی وقت کلمہ بھیج کر ہوشیار ہوئی اور شاہزادے کو دیکھ کر بہت روئی اور شاہزادہ بھی اس کے رونے کو دیکھ کر بہت رویا۔

بعد از کتّے وقت کے، شاہزادہ انار رانی کو پوچھا کہ تو سچ بول کہ تیرا یہ حال اور مصیبت کیا واسطے گزرا ؟ انار رانی اپنا سرگزشت کہ ہاتھ سے دھوبن کے پائی، تمام بیان کیے۔ شاہزادہ یہ تمام حقیقت اس کی زبانی سن کر کہا کہ اگر مجھے ان جانوراں نے تیری حقیقت معلوم نہ ہوتی تو شاید تیرا احوال کیا ہوتا، مجھے معلوم نہیں ؟

جب انار رانی کہی کہ وہ دو جانوراں میری دونوں اکھیاں تھے کہ واسطے معلوم ہونے تیرے، یہ قصہ تجھے تمام ظاہر کیے۔ جب شاہزادہ بہت خوش ہو کر اپنے محل کو گیا۔ اوّل اس دھوبن کو اپنے ہاتھ سے مار کر باہر شہر کے پھکوایا اور سواری لے کر جلدی سے انار رانی کے پاس آ کر اسے سواری میں بٹھا کر محل کو لے گیا اور اپنے ماں باپ کو اور بھاوجان کو بلا کر یہ حقیقت تمام ظاہر کی۔ ماں باپ اس بات کو سن کر بہت افسوس کھینچے اور انار رانی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور چھ مہینے رات اور چھ مہینے دن کی شادی بڑی دھوم سے کیے۔ بعد ازاں شاہزادہ اور انار رانی باقی عمر بیچ عیش اور عشرت کے گزارے۔ تمت تمام شد۔

فرہنگ

ابریشم: ریشم، حریر

اپی: آپ ہی، خود ہی

اُتّے میں: اتنے میں

اَسرار: سِرّ کی جمع، راز، بھید

اطالیقان: اتالیق، استاد، سکھانے والا

اَکھیاں / آنکھیاں: آنکھیں

اگھاڑی / اگاڑی: گھوڑے کی اگلی ٹانگوں کو باندھنے والی رسی

الینڈنا: انڈیلنا، الٹانا

اُنے / اُنّے: انھوں نے، اس نے

آنکھیاں موچی ہوئی: آنکھیں میچی ہوئیں

بارِ الٰہی: خدائے بزرگ، یا اللہ!

بارے: آخر کار، ایک بار

باوری: باؤلی، ایسا کنواں جس میں سطحِ آب تک سیڑھیاں اترتی ہوں

بنگلہ: محل، کوٹھی، گھر

بہ مجرد / بمجرد: معاً، فوراً

بُوڈا: بوڑھا

بوڈی: بُوڑھی

بھاوج: بھائی کی بیوی

بھنڈولا: ہنڈولا، مٹی کا برتن، مٹی کی ہانڈی

پچھاڑی: گھوڑے کی پچھلی ٹانگوں کو باندھنے والی رسی

پرا: پری کا مذکر؛ جمع: پرے

پَے بہ پَے: اوپر تلے

پھکوایا: پھینکوا دیا

تپیں: تپسیا

تصدق: قربان جانا، صدقے جانا

تصدیع: تکلیف، مشکل

تئیں: لیے، واسطے

ٹَھیک: ٹیک، اُڑواڑ، ڈاٹ

جڑاؤ: مرصع، قیمتی پتھروں سے سجی ہوئی

جھاڑ: درخت

چھِنکنا: چھڑکنا

چوطرف: چاروں طرف

چوکی: ٹھکانا

خاطر جمعی: دل کی تسلی

خلعت: پوشاک، لباس

دولارا: جُھولا

رُوپا: چاندی

زریں بال: سنہری پَر، خوبصورت پَر

زین: گھوڑے کی کاٹھی

سُباں: صبح

سِرانا: سرھانا، تکیہ

سریکا: مانند، کی طرح

سمجھائش: سمجھانا

سنّاسی: سنیاسی

شنیدن کَے بُوَد مانند دیدن: سنا ہوا دیکھے ہوئے کے برابر کیسے ہو سکتا ہے

عفریتاں: عفریت کی جمع

مُکلّل: آراستہ، مزّین، خوبصورت

فند: طریقہ، حیلہ

قد آور: اونچے قد والا

قدم چالاک کرنا: تیز تیز گزرنا

قضائے الٰہی: حکمِ خداوندی

کارنجی: فوارہ، جھرنا

کَتی: کتنی

کَتے: کتنے

کنتیں: کے تئیں، کے لیے، واسطے

کلابتُّو: ریشم کی ڈوری کے ساتھ بٹا ہوا سونے چاندی کا تار

کمر گاہ: میانِ کوہ، وہ مقام جہاں رُک کر کمر کسی جا سکے، آگے بڑھنے کی تیاری کی جا سکے

کہنے ہارے: کہنے والے

کواں: کنواں

گاڑ دینا: دفن کر دینا

گھور: کوڑے کر کٹ کا ڈھیر

لاج: شرم

لاکن: لیکن

لگتا لگت: اوپر تلے، بغیر وقفے کے، لگا تار

مبادا: خدا نہ کرے کہ یوں ہو

مر غولے کرنا: چہچہانا، خوش فعلیاں کرنا

مہوں: مینہ (بارش) کی جمع

مہیب: بڑا، خوفناک

مؤدبی: ادب، ادب کے ساتھ

میوہ دار: پھل دار

نحس بر: نحوست بھرا

نخش: نقش

نقلان: نقل کی جمع، مختصر کہانی، حکایت

النگ: عبور کرنا، چھلانگ لگانا

ہرکانا: چھڑکنا

ہریا: ہَرا

ہمسائے گان: ہمسائے کی جمع، پڑوسی

وقت خویشگی: ذاتی وقت، نجی صحبت کا وقت

یکہ: یکتا

یکیلا: اکیلا

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) سیدہ جعفر، دکنی نثر کا انتخاب (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۷ء)، ۷-۶

(۲) سیدہ جعفر، گیان چند جین، تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک، جلد پنجم (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۱ء)، ۴۰۷

(۳) سیدہ جعفر، دکنی ادب کا انتخاب (نئی دہلی: ساہتیہ اکادمی، ۱۹۹۶ء)، ۸

(4) Blumhardt, James Fuller, *Catalogue of the Hindustani Manuscripts in the Library of India Office* (Oxford University Press, 1926)

Quraishi, Salim al-Din and Ursula Sims-Williams, *Catalogue of the Urdu Manuscripts in the India Office Library* (Supplementary to James Fullar Blumhardt's Catalogue of 1926) (London: India Office Library and Records, 1978)

(5) https://searcharchives.bl.uk/

(6) Blumhardt, *Catalogue of the Hindustani Manuscripts in the Library of India Office*. p 43

(۷) جمیل جالبی،تاریخ ادب اردو،جلد اول(لاہور: مجلس ترقی ادب،۲۰۰۷ء)،۵۰۵

BIBLOGRAPHY

- Blumhardt, James Fuller, *Catalogue of the Hindustani Manuscripts in the Library of India Office*. (Oxford University Press, 1926)
- Jamil Jalibi. *Tarikh-e-Adab-e-Urdu*, Vol. I. (Lahore: Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, 2007)
- Quraishi, Salim al-Din and Ursula Sims-Williams, *Catalogue of the Urdu Manuscripts in the India Office Library* (Supplementary to James Fullar Blumhardt's Catalogue of 1926). (London: India Office Library and Records, 1978)
- Syeda Jafar and Gyan Chan Jain. *Tarikh-e-Adab-e-Urdu*, Vol. V. (New Delhi: NCPUL, 2011)
- Syeda Jafar. *Deccani Adab ka Intikhab*. (New Delhi: Sahitya Akademi, 1996)
- Syeda Jafar. *Deccani Nasr ka Intikhab*. (New Delhi: NCPUL, 1997)

❖❖❖